OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

Al-Nasr Volume 2, Issue 2 (July-September 2023)

طٰہٰ حسین کی کتاب "الفتنۃُ الکُبریٰ، عثمانؓ": منور مرزا کے اردو ترجمے کا تنقیدی جائزہ

"Al-Fitna-tul-Kubra, *Usmān*" by *Tāhā Hussain* : An Analytical Study of Urdu Translation by *Muhammad Munawwar Mirza*

Riaz Ahmed

Doctoral Candidate Urdu, AIOU, Islamabad/Associate Professor of Urdu Govt. College Township, Lahore

Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan

PhD Islamic Studies, Sheikh Zayed Islamic Centre, Punjab University, Lahore

Dr Abdul Hameed

Assistant Professor, Department of Linguistics and Literature (Urdu) Qurtuba University of Science and Information technology, Dera Ismail Khan

Abstract

This article is a critical study of *Prof. Muhammad Munawar`s* translated version of "*Al-Fitna-tul-Kubra, Usmān*", by *Dr. Taha Hossian* an Egyptian man of letters. This book highlights the sensitive issues of Islamic history related to the martyrdom of Hazrat *Usmān* (RA). *Prof. Muhammad Munawwar* is inclined to faithful translation instead of idiomatic one which hampers not only the lucidity and rhythm but also the comprehension of the contents. Since the translator is a genuine writer and critic, the translation generally reflects the literary flavor. The sensitivity of the contents of the book demands a careful selection of words not only on the part of Dr. Taha Hossain but also the translator, *Prof. Muhammad*

CC BY

Munawwar. However, both of them laboured in terms of the use of diction to do justice with the sensitivity and criticality of the topic.

Key Words: *Al-Fitna-tul-Kubra,* faithful translation, lucidity and rhythm, comprehension, Literary flavoure, sensitivity of the contents, careful selection of words.

تمہید

"ترجمہ "عربی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد ہے ایک زبان کا دوسری زبان میں بیان کرنا۔انگریزی میں اس کو "Translation" کہاجاتا ہے جس کا مطلب منتقل کرنا یا پہنچانا ہے۔مرزا حامد بیگ ترجمے کے فن کے بارے میں لکھتے ہیں: "کسی تحریر، تصنیف یا تالیف کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل ترجمہ کہلاتا ہے۔یوں کہا جا سکتا ہے کہ ترجمہ کسی متن کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے اسکی تعبیر کرتا ہے۔یعنی ترجمے کا عمل ایک علمی یا ادبی پیکر میں ڈھالنے کا عمل ہے۔"[1]

ترجمہ دراصل دو مختلف زبان بولنے والوں لوگوں اور تہذیبوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتا ہے۔یعنی کہ ترجمہ اتنا پرانا فن ہے جتنا انسانی زندگی کے سماجی رشتوں کا آپس میں قائم ہونا ہے۔یہ امر طے شدہ ہے کہ ترجمے کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے۔ترجمہ ایک باقاعدہ فن ہے لیکن ترجمے کیلئے کوئی باقاعدہ عالمی اصول طے نہیں کیے گئے۔نام ور نقاد شمس الرحمٰن فاروقی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> "کامیاب ترجمہ وہ ہے جو اصل کے مطابق ہو (یا بڑی حد تک اصل کے مطابق ہو) اور خلاقانہ شان رکھتا ہو۔ظاہر ہے کہ دونوں باتوں کا یک جا ہونا تقریباً ممکن ہے۔لیکن ترجمے میں کامیابی کا تصور بہت وسیع ہے۔اور اگرچہ کوئی بھی شخص اس کامیابی کی پوری وسعت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔اچھے اور خوش نصیب مترجم اس کے بڑے حصے کا احاطہ ضرور کر سکتے ہیں۔"[2]

تہذیبی نشوونما کے لیے ترجمہ بنیادی ضرورت ہے کیونکہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد تہذیبیں اپنے سرچشموں کو خشک کر دیتی ہیں۔اور کوئی نئی چیز پیدا نہیں کر سکتیں۔اس طرح وہ اپنی ذہنی علیحدگی اور یک طرفہ تہذیبی تعصب کا شکار ہو جاتی ہیں۔ترجمے کا عمل اس کمی کو دور کرتا ہے ترجمے کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے۔ظاہر ہے مختلف زبانوں میں رابطے کا سب سے بڑا ذریعہ ترجمہ ہی رہا ہے۔اس کے بغیر مختلف زبانوں اور تہذیبوں کا آپس میں ملاپ ناممکن ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی فنِ ترجمہ کے بارے میں لکھتے ہیں: "ترجمے کا کام یقیناً ایک مشکل کام ہے۔اس میں مترجم، مصنف کی شخصیت، فکر اور اسلوب سے بندھا ہوتا ہے۔ایک طرف اس زبان کا کلچر، جس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے، اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور دوسری طرف اس زبان کا کلچر جس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔مترجم کو دونوں طرف کا وفادار رہنا پڑتا ہے۔"[3]

ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔جب تک کسی مترجم کو اپنی زبان میں زبان دانی کی سطح پر مکمل مہارت نہیں اور گرامر، روزمرہ، محاورات، استعارات وکنایات اور ضرب الامثال سے پوری واقفیت نہیں تب تک وہ اچھا ترجمہ کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ایک اچھے ترجمہ نگار کا بنیادی مقصد اس مفہوم کو جو سورس لینگوئج (Source Language) میں پوشیدہ ہے کو

ٹارگٹ لینگویج (Target Language) میں منتقل کرنا ہے۔ ترجمہ کسی حد تک مفہوم کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس میں مترجم کو کمی بیشی نہیں کرنی چاہیے۔

ترجمے کی تاریخ عربوں سے شروع ہوتی ہے ۔ ابتدا میں سائنس اور فلسفہ کی یونانی اور سریانی کتابوں کو عربی میں ترجمہ کیا گیا ۔ مسلمانوں نے اس روایت کو پروان چڑھایا۔ برصغیر میں عربی سے فارسی، اُردو اور پنجابی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کیے گئے ۔ اسپین میں عربی اور لاطینی زبانوں میں تراجم کیے گئے انیسویں اور بیسویں صدی میں تراجم کا سلسلہ عروج پر پہنچ گیا۔ اب جدید مشینوں سے تراجم کیے جارہے ہیں۔ ڈاکٹر طہٰ حسین کی کتاب ''الفتنۃ الکُبریٰ، عثمانؓ'' ابتدائی اسلامی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ اس کتاب کے زریعے سے ہمیں حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت اور ان کے خلاف اُٹھنے والے فتنے کے اصل حقائق کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔ پروفیسر محمد منور کا لکھا ہوا ''الفتنۃ الکُبریٰ، عثمانؓ'' کا اُردو ترجمہ اس سلسلے میں بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس مضمون میں پروفیسر محمد منور کے لکھے ہوئے اردو ترجمے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

"الفتنۃ الکُبریٰ" (مختصر تعارف)

ڈاکٹر طہٰ حسین مصر کے ایک نابینا ادیب تھے، علم وادب کے میدان ان کا مقام و مرتبہ سمجھنے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ انہیں ''عمید الادب العربی''یعنی عربی ادب کا ستون کہا جاتا ہے۔ طہٰ حسین ۱۵ نومبر ۱۸۸۹ء کو مصر میں پیدا ہوئے اور ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو مصر میں ہی ان کا انتقال ہوا۔ انھیں دورِ جدید کا سب سے بڑا عربی ادیب اور ناقد مانا جاتا ہے۔ ان کے بعض افکار اور مسالک سبب نزاع بھی رہے ہیں۔ ڈاکٹر طہٰ حسین کے نظریات سے اتفاق یا اختلاف تو کسی کو بھی ہو سکتا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ جدید عربی کی تاریخ ڈاکٹر طہٰ حسین کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے جدید عربی ادب کو اپنی تخلیقات کا جو حصہ فراہم کیا ہے وہ رہتی دنیا تک اس ادب کے اہم حصے کے طور پر موجود رہے گا۔ طہٰ حسین کی تخلیق کاری کا اہم پہلو ان کے موضوعات کا تنوّع ہے، جہاں ایک طرف وہ بہترین افسانہ نگار اور ناول نگار کی حیثیت سے اپنا لوہا منواتے ہیں تو دوسرے طرف تاریخی موضوعات کی تالیف میں اپنی علمیت اور نتائج فکر سے دنیا کو حیران کرتے ہیں، ان سب سے بڑھ کی ادبی تنقید میں ان کے نظریات ٹھوس، مدلّل اور جدّت پر مبنی ہیں۔ انھوں نے روایتی اور تقلیدی تنقید کے بجائے نقد کے نئے باب تخلیق کیے ہیں، اس پر اگرچہ انھیں خود بھی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن انھوں نے اس کی پرواکم ہی کی ہے۔ طہٰ حسین کی شہرۂ آفاق کتابوں میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) علی ہامش السیرۃ (۲) الشیخان (۳) الفتنۃ الکبریٰ: عثمان

(۴) الفتنۃ الکبریٰ: علی وبنوہ (۵) مستقبل الثقافۃ فی مصر (۶) فی الشعر الجاہلی

(۷) حدیث الاربعاء (۸) الأیام (۹) أدیب

ڈاکٹر طہٰ حسین ایک نابغہ روز ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخ اور بالخصوص اسلامی تاریخ کے بہترین عالم تھے۔ انھوں نے اسلام کی ابتدائی تاریخ میں پیش آنے والے واقعات اور حادثات کا غیر جانب دارانہ تجزیہ پیش کرنے کے لیے ''الفتنۃ الکبری'' کے نام سے دو حصوں پر مشتمل کتاب لکھی، پہلے حصے کا نام ''الفتنۃ الکُبریٰ، عثمان'' اور دوسرے حصے کا نام ''الفتنۃ الکبری، علی وبنوہ'' ہے۔ پہلے حصے میں حضرت عثمانؓ کی شخصیت، آپ کی خلافت اور خلافت کے دوران پیش آنے والے واقعات کا تجزیہ ہے،

پھر آپؓ کی شہادت سے فتنہ کا جو دروازہ کھلا اس پر مصنف نے اپنا تجزیہ پیش کیا ہے۔ جب کہ دوسرے حصے میں حضرت علیؓ کے زمانے میں پیش آنے والی آزمائشوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا سلسلہ حضرت حسینؓ کی شہادت تک دراز ہوتا چلا گیا تھا۔

اردو ترجمہ: الفتنۃ الکُبریٰ (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

پروفیسر محمد منور کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ بیک وقت نام ور ادیب، شاعر، مترجم، مزاح نگار، خاکہ نگار اور ماہرِ اقبالیات و ماہر سیاسیات ہیں۔ پروفیسر محمد منور نے بطورِ مترجم عربی، فارسی اور انگریزی کتابوں کے اردو تراجم کیے۔ انہوں نے ایم۔اے اردو کے بعد پنجاب یونی ورسٹی سے ہی ایم-اے عربی کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔ انھیں اردو، انگریزی، فارسی اور عربی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ انھوں نے اپنے تراجم کا آغاز عربی زبان سے ہی کیا۔ انھوں نے طٰہٰ حسین جیسے نام ور عربی ادیب کی دو کتابوں "الفتنۃ الکُبریٰ" اور "ادیب" کا اردو ترجمہ بڑی مہارت سے کیا۔ اس کے علاوہ ابو حنیفہ الدینوری کی عربی کتاب "الاخبار الطوال" کا ترجمہ بھی احسن انداز میں کیا ہے۔

پروفیسر محمد منور نے سب سے پہلے "الفتنۃ الکُبریٰ، عثمان" کا اردو ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کو دوست ایسوسی ایٹس، لاہور نے شائع کیا ہے۔ نسخے پر تاریخ طباعت تو درج نہیں ہے البتہ عرض مترجم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ ۱۹۵۶ء میں کیا گیا تھا، لیکن پہلی بار ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ ۲۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ تلاشِ بسیار کے بعد ہم نے عربی کا وہ نسخہ تلاش کر لیا ہے جس کو پیشِ نظر رکھ کر فاضل مترجم نے یہ ترجمہ کیا۔ یہ نسخہ قاہرہ (مصر) کے ادارے "دارالمعارف بمصر" سے ۱۹۴۷ء میں شائع ہُوا۔ یہ کتاب ۲۳۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

تاریخی دستاویز

ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی کتاب "الفتنۃ الکُبریٰ، عثمانؓ" اپنی اہمیت کے اعتبار سے ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ طٰہٰ حسین نے اپنی کتاب "الفتنۃ الکُبریٰ، عثمانؓ" کو اکتیس حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصے میں حضرت عثمانؓ کی شخصیت اور خلافت کے حوالے سے مختلف موضوعات کو زیرِ بحث لائے ہیں۔ آخر میں کچھ ملحقات ہیں اور پھر فاضل مصنف نے ان مصادر و مراجع کا ذکر کیا ہے جن سے انہوں نے دورانِ تالیف استفادہ کیا ہے۔ ان مصادر و مراجع میں سیرتِ ابن ہشام، طبقات ابن سعد، انساب الاشراف، تاریخ البخاری، تاریخِ طبری، کامل، البدایہ والنھایہ، تاریخ ابن خلدون، تاریخ دمشق، تاریخ بغداد اور نہایۃ الارب جیسی معرکۃُ الآرا کتب شامل ہیں۔

تاریخ کی اہمیت کے باوجود ہماری تاریخ کا جو عالم ہے اس کے پیشِ نظر اسے کسی طرح بھی قابلِ اعتماد تو ایک طرف قابلِ اطمینان بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اوّل تو ہمارے قرنِ اوّل کی تاریخ باضابطہ طور پر تیسری چوتھی صدی ہجری سے پہلے مرتب نہیں ہوئی اور جو مرتب ہوئی وہ بھی ایسے غیر ناقدانہ انداز سے کہ اسے اس عہد کی قابلِ اطمینان تاریخ کسی صورت میں بھی نہیں کہا جا سکتا۔

یہ تو اس دور کی عمومی حالت ہے، لیکن خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے کا جو نقشہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ بڑا ہی عبرت آموز اور تاسف انگیز ہے۔ اسلامی تاریخ کے طالب علموں کے یہاں اس بات کی ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ کوئی بلند پایہ مؤرخ یا تنقید نگار اس دور کی تاریخ کا غیر جانب دارانہ طور پر جائزہ لے کر یہ بتائے کہ وہ حالات و واقعات کیا تھے جن میں خلیفۃُ المسلمین، حضرت عثمانؓ کی مدینہ منورہ میں شہادت ہوئی۔ اس ضمن میں ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی یہ کتاب بہترین کتاب شمار کی

جاتی ہے۔ پروفیسر محمد منور کتاب کے موضوع اور ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے فکر و فن پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: "یہ موضوع قارئین سے دقّتِ نظر اور صداقتِ فکر کا شدید تقاضا کرتا ہے۔ حق یہ ہے کہ اسلامی تاریخ کا یہ زمانہ روایات کی "گونا گونی" کے باعث آئندہ تمام اسلامی تاریخ کی عمارت پر خشتِ کج کی طرح اثر انداز ہوا ہے۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس کتاب میں بڑے خلوص کے ساتھ اس مسئلہ کو سمجھنے (اور حد یہ ہے کہ سمجھانے) کی کوشش کی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ ایک شخص کی انفرادی کاوش ہے۔ دوسرے افراد کو اس سوچ سے کئی مقامات پر اختلاف ہو سکتا ہے، خود مترجم کو بعض واجب التکریم شخصیتوں کے بارے میں مصنف کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ لیکن جس بات کی اشد ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ ایسی سوچ ملّت گیر ہو تاکہ اجتماعی ذہن کسی فیصلہ پر پہنچنے کے قابل ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ایسے غیر فرقہ وارانہ تفکیر کی داغ بیل ڈالنے میں تاخیر ایک اجتماعی جرم ہے۔"[4]

لفظی ترجمہ

پروفیسر محمد منور نے اپنے اس ترجمے کو لفظی ترجمہ قرار دیا ہے۔ لفظی ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل پر قابو پانے کے لئے انھوں نے کہیں کہیں آزاد ترجمے کا انداز بھی اختیار کیا ہے تاکہ اس کا فطری پن برقرار رہ سکے۔ ایک اچھے مترجم کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی تحریر کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس بات کی آگاہی حاصل کرے کہ مصنّف کا منشا و مقصد کیا ہے۔ ایک اچھے ترجمے کی خوبی اس کے اندر فطری پن کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ترجمے کی زبان غیر فطری ہو تو اسے اچھا ترجمہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کتاب کے ترجمے کا تعارف کراتے ہوئے پروفیسر محمد منور لکھتے ہیں: "الفتنۃ الکبریٰ" عربی سے اردو میں منتقل ہو گئی ہے، عربی اور اردو کے لسانی سانچے خاصے متفاوت ہیں، اس لیے ایک دوسرے میں ڈھلتے ہوئے ان کی اساسی رعنائی و دل کشی باقی نہیں رہتی، یہ راہ اس وقت اور بھی زیادہ پرپیچ ہو جاتی ہے، جب اصل متن کا خالق ڈاکٹر طٰہٰ حسین ایسا فن کار مصنف ہو جس کے سہلِ ممتنع اندازِ بیان کی نقل خود عربی ادبا کے حیطۂ قدرت سے باہر ہے۔ یہ ترجمہ قریباً سو فیصد لفظی ترجمہ ہے، آزاد نہیں۔ ایسی صورت میں سلاست و روانی قائم رکھنے کا مسئلہ دشوار تر ہو جاتا ہے۔"[5]

"الفتنۃ الکُبریٰ، عثمانؓ" کا جو عربی نسخہ ہمارے سامنے ہے اس میں ابواب کے عناوین نہیں ہے، بس ترقیم کے ذریعے ان کا آغاز کیا گیا ہے، جبکہ ترجمہ میں تمام ابواب کے مستقل ابواب باندھے گئے ہیں۔ اگر یہ عناوین اس نسخے میں موجود نہیں تھے تو یہ مترجم کے اس دعوے سے متضاد و متصادم ہے کہ "یہ ترجمہ قریباً سو فیصد لفظی ترجمہ ہے، آزاد نہیں۔" صرف یہی نہیں بلکہ ابواب کے اندر جابجا ضمنی عناوین بھی باندھے گئے ہیں۔ پہلے باب میں ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اپنی اس کتاب اور اپنی اس کاوش کا تعارف کرایا ہے، اس کا آغاز وہ یوں کرتے ہیں:

> "هذا حديث أريد أن أخلصه للحق ما وسعني إخلاصه للحق وحده، وأن أتحرى فى الصواب ما استطعت إلى تحري الصواب سبيلا، وأن أحمل نفسي فيه على الإنصاف لاأحيد عنه ولا أمالئ فيه حزبا من أحزاب المسلمين على حزب، ولا أشايع فيه فريقا من الذين اختصموا في قضية عثمان دون فريق، فلست عثماني الهوى، ولست شيعة لعلي، ولست أفكر في هذه القضية كما كان يفكر فيها الذين عاصروا عثمان واحتملوا معه ثقلها وجنوا معه أو بعده نتائجها۔"[6]

مترجم کتاب پروفیسر محمد منور نے اس عبارت کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے: "میری دلی خواہش ہے کہ اس بحث میں حتی الامکان حق اور صرف حق کو ملحوظ رکھوں اور جہاں تک بس چلے راستی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں، اس معاملہ میں اپنے آپ کو جادۂ انصاف کا پابند رکھوں اور اس سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہٹوں۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں مسلمانوں کی مختلف لڑنے والی جماعتوں میں سے کسی کی طرف داری وحمایت نہ کروں۔ میں نہ پرستارِ عثمان ہوں نہ شیعۂ علی، نہ اس قضیہ میں میرا اندازِ فکر حضرت عثمانؓ کے ان ہم عصروں کی طرح ہے، جنھوں نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس جھگڑے کی مشکلات برداشت کی تھیں اور پھر ان کے دوش بدوش یا ان کی وفات کے بعد اس کے عواقب کا بار اٹھایا تھا۔"[7]

سلیس اور رواں ترجمہ

ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت صرف لسانی تفاوت ہی آڑے نہیں آتی بلکہ ثقافتی امتیازات بھی مشکل کا باعث بنتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کا ترجمہ خاصا معیاری ہے۔ پروفیسر محمد منور چوں کہ خود بھی ایک صاحبِ طرز ادیب اور شاعر تھے شاید یہی وجہ ہے کہ ان کے تراجم میں ایک ادیبانہ رنگ کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ انھوں نے ترجمے کے معیار پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ ان کے ہاں الفاظ کا چناؤ اور اسلوب معنوی لحاظ سے انتہائی موزوں اور مناسب ہے۔

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اپنی اس کتاب میں جابجا آیات قرآنیہ اور عربی اشعار درج کیے ہیں۔ پروفیسر محمد منور نے ان آیات اور اشعار کا بہت خوب صورت، سلیس، دل کش، رواں اور آسان ترجمہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں چند آیات بطورِ نمونہ ملاحظہ فرمائیں: سورۂ حجرات کی آیت ۱۳ کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے: "اے لوگو، بے شک ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قبائل اور خاندانوں میں بانٹ دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور پوری طرح باخبر ہے۔"[8]

سورۂ توبہ کی آیت ۹۷ کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے: "عرب کے دیہاتی باشندے کفر ونفاق میں سب سے بڑھ کر متشدد ہیں۔ اور سب سے زیادہ انھی سے اس امر کی توقع ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ حدود وضوابط کو نہ جانیں۔"[9]

پروفیسر محمد منور نے مذکورہ کتاب میں موجود اشعار کے تراجم میں بھی اپنی مہارت کا ثبوت دیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پروفیسر صاحب دونوں زبانوں کے لسانی اور ثقافتی مزاج کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے ترجمے میں کہیں الجھاؤ کی کیفیت نہیں بلکہ سادگی اور روانی ملتی ہے۔ ترجمہ اشعار کے نمونے کے طور پر درج ذیل اشعار دیکھے جاسکتے ہیں:

أصبت دما والله في غير حده	خراما وقتل الهرمزان له خطر
على غير شيء غير أن قال قائل	أتتهمون الهرمزان على عمر؟
فقال سفيه، والحوادث جمة	نعم، أتتهمه، قد أشار وقد أمر
وكان سلاح العبد في جوف بيته	يقلبه والأمر بالأمر يعتبر[10]

اب پروفیسر محمد منور کے قلم سے ان اشعار کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

> "بخدا تو نے ناحق خون کیا ہے، اور ہرمزان کا قتل بہرحال خطرناک ہے، بلا کسی سبب اور ظاہر ثبوت کے صرف کہنے والے کے کہنے پر تم نے اسے قتل کرڈالا۔ کیا تم ہرمزان پر حضرت عمرؓ کے قتل کی تہمت لگاتے ہو؟ حادثات تو بے پناہ ہوتے ہیں۔ بے وقوف کہتا ہے کہ ہاں، میں اس پر تہمت لگاتا ہوں۔ اس

نے قتل کا ایما کیا تھا اور قتل کا حکم دیا تھا۔ قاتل غلام کا ہتھیار اس کے گھر میں تھا جسے یہ اُلٹ پلٹ رہا تھا، اور ایک بات سے دوسری کو قیاس کیا جاتا ہے۔"[11]

ناصحانہ اندازِ فکر

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اپنی اس کتاب میں محض تاریخ کے بیان اور تجزیے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس اہلِ اسلام کے لیے وہ ہدایات اور اصول بھی کشید کیے ہیں جن پر چل کر عزت و عظمت کی راہ پائی جا سکتی ہے، اس معاملے میں وہ ایک متحرک داعی کا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں، اس سلسلے میں وہ اپنی کتاب کے انتیسویں باب کا اختتام ان الفاظ پر کرتے ہیں:

"وينظر المسلمون الآن فإذا الطريق الأولى ما زالت مزدحمة بهم جميعا يتهافتون فيها كما يتهافت الفراش في النار، وإذا الطريق الثانية مازالت قائمة واضحة بينة الأعلام، ولكنها خالية لا يقدر على سلوكها إلا أولوا العزم من الناس، وأين أولوا العزم من الناس؟!"[12]

پروفیسر محمد منور اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"آج بھی مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ اس پہلے راستہ پر مسلمانوں کی بھیڑ اور ہجوم ہے اور وہ اس پر پروانہ وار ٹوٹے جا رہے ہیں۔ ان کے سامنے دوسرا راستہ بھی ہے جو بدستور صاف اور واضح ہے لیکن وہ خالی ہے، اس پر صرف اُولوالعزم ہی چل سکتے ہیں، مگر اُولوالعزم لوگ ہیں کہاں؟"[13]

ناقدانہ انداز

پروفیسر محمد منور نے 'الفتنۃ الکبریٰ، عثمانؓ' کے ترجمے میں بعض مواقع پر ناقدانہ انداز اختیار کیا ہے "الفتنۃ الکبریٰ، عثمانؓ" کے ترجمے میں جابجا ہمیں فاضل مترجم کے حواشی، تعلیقات اور تبصرے نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے کتاب کے تیسرے باب اسلامی تعلیمات پر عمل کے اعتبار سے اپنی یہ رائے پیش کی ہے:

"وفي القرآن آيات كثيرة ترغب المؤمنين في الجهاد وتدعوهم إليه، وتذكر الذين تخلفوا عن الجهاد فعذرهم الله ورسوله، والذين تخلفوا وتكلفوا الأعذار فلم يقبل منهم، ولكن النبي مع ذلك لم يعاقبهم ولم يعرض لهم بما يكرهون، وإنما ترك أمرهم إلى الله إن شاء عذبهم وإن شاء تاب عليهم۔"[14]

پروفیسر محمد منور اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن میں اور بھی کئی آیات ہیں جو مومنین کو جہاد کا شوق دلاتی ہیں اور جہاد پر اُبھارتی ہیں نیز ان لوگوں کا تذکرہ کرتی ہیں جو جہاد میں شریک نہ ہوئے مگر اللہ و رسولؐ نے ان کا عذر قبول کر لیا، ان آیات میں کچھ ایسے لوگوں کا ذکر بھی ہے جنھوں نے عذر ہائے لنگ تراشے اور جہاد سے پہلو تہی کی، چنانچہ ان کا عذر قبول نہ ہوا، لیکن اس کے باوجود رسولِ خدا نے انہیں کوئی سزا دی، نہ ان کے خلاف ناگوار اقدام کیا، آپ نے ان سب کا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا کہ وہ چاہے تو سزا دے چاہے تو معاف کر دے۔"[15]

ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی اس رائے پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر محمد منور حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"یہ ٹھیک ہے کہ اسلام میں ہر کام بہ طیب خاطر کیا جاتا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہے کہ کوئی شخص جو اپنے آپ کو برضا و رغبت اسلامی مملکت کا فرد بنالے اسے پھر اس کا بھی اختیار رہتا ہے کہ مملکت کے جس حکم کی جی چاہے اطاعت کرے اور جس سے جی چاہے انحراف کرے، اور اس پر حکومت اس سے کوئی مؤاخذہ نہ کرے، اس طرح تو کوئی نظام بھی قائم نہیں رہ سکتا۔"[16]

پروفیسر محمد منور ترجمہ کرتے وقت ضرورت کے تحت بعض دفعہ لفظوں کے معنی کو زیادہ پُر تاثیر بنانے کیلئے مرکبات بھی تراشتے ہیں جو ان کے ترجمے کے حُسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی عبارت "وتکلّفوا الأعذار" کا ترجمہ انھوں نے "عذر ہائے لنگ تراشے" کیا جو فنِ ترجمہ نگاری کی خوب صورتی کی بہترین مثال ہے۔ اسی باب میں ایک فکری مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر طٰہٰ حسین کہتے ہیں:

"فليس بين الإسلام وبين المسيحية مثلا فرق من هذه الناحية، فالإسلام دين يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر، ويوجه إلى الخير ويصد عن الشر، ويريد أن تقوم أمور الناس على العدل وتبرأ من الجور"[17]

اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے پروفیسر محمد منور لکھتے ہیں:

"اس اعتبار سے اسلام اور مسیحیت میں کوئی فرق نہیں کیونکہ اسلام بھی اچھائی کا حکم دیتا ہے، برائی سے منع کرتا ہے، خیر کی جانب متوجہ کرتا ہے، شر سے روکتا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام کے معاملات عدل پر مبنی اور جور و ظلم سے مبرا ہوں۔"[18]

پروفیسر محمد منور کو ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی اس رائے سے بھی اختلاف ہے، وہ اس نظریہ پر تنقید کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں: "مصنف نے اس مقام پر خلطِ مبحث کر دیا ہے، یہ ٹھیک ہے کہ مسیحیت ہی نہیں ہر مذہب خیر (نیکی) کا حکم دیتا ہے اور شر (برائی) سے روکتا ہے، لیکن اصل سوال یہ ہے کہ خیر کسے کہتے ہیں اور شر کیا ہوتا ہے؟ دین جو ہر نبی کو خدا کی طرف سے ملتا ہے، اس میں خیر اور شر کا ہر مقام پر ایک ہی مفہوم تھا لیکن جب دین میں تحریف ہوگئی تو پھر ہر مذہب میں خیر اور شر کا مفہوم مختلف ہوگیا۔ اب خیر و شر کا حقیقی مفہوم صرف قرآن مجید کے اندر ہے کیوں کہ غیر محرف دین اس کے سوا کہیں نہیں۔ مسیحیت کے متعلق مصنّف کا نظریہ درست نہیں۔[19]

اس قسم کے تبصرے اور حواشی کتاب میں جابجا نظر آتے ہیں، مترجم کے اس اقدام نے ترجمہ کی اہمیت کو دوگنا کر دیا ہے کیوں کہ ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے افکار و نظریات بہر حال قابلِ نقد اور محلِ اختلاف ہیں۔ مترجم نے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری کو بہ احسن وجوہ پورا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ایک معاملہ محققین کی توجہ کا متقاضی ہے، وہ یہ کہ عربی کتاب میں آنے والی کچھ احادیث کے بارے میں پروفیسر محمد منور نے قابل ستائش اور غیر جانب دارانہ رویہ نہیں اپنایا، مشہور حدیث "امام قریش میں سے ہوں گے۔" پر کچھ یوں تبصرہ کرتے ہیں: "یہ حدیث موضوعی ہے اور یہ واقعہ کہ اسے حضرت ابو بکرؓ نے اپنی تائید میں پیش کیا تھا، مستبعد ہے۔"[20] حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے متعلق ایک حدیث کا ترجمہ کرنے کے بعد حاشیہ میں لکھتے ہیں "اس قسم کی روایات ہمیں وضعی نظر آتی ہیں۔"[21] اسی طرح وصیّت کے احکام سے متعلق ایک حدیث کا ترجمہ کرنے کے بعد حاشیہ میں لکھتے ہیں: "چوں کہ یہ حدیث قرآن کے حکم کے خلاف ہے اس لیے صحیح نہیں ہو سکتی۔"[22] بکری کے دودھ میں برکت کے حوالے

سے رسول ﷺ کے ایک معجزے کا ذکر کرنے کے بعد حاشیہ میں کچھ یوں رقم طراز ہیں: "یہ روایت چوں کہ قرآن کے خلاف ہے اس لیے وضعی ہے۔"[23] اسی طرح ناحق خون کے بارے میں ایک روایت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: "پہلی دو باتیں قرآن کے خلاف ہیں، اسی لیے یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔"[24] ان مقامات پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فاضل مترجم نے اتنے حسّاس موضوع پر اتنی بے فکری سے اپنی آرا قائم کر دیں اور اسے مسودے کا حصہ بھی بنا دیا لیکن ان آرا پر نہ کوئی دلیل دی، نہ تفصیل ذکر کی، نہ محدّثین کی آرا کا تجزیہ و تقابل پیش کیا، نہ راویوں کے متعلق گفتگو فرمائی اور نہ ہی یہ بتایا کہ اگر یہ احادیث قرآن مجید کی کسی آیت کے خلاف ہیں تو کس آیت کے خلاف ہیں، لہٰذا احادیث پر حکم لگانے کا یہ جارحانہ انداز بہر حال قابلِ نقد ہے۔

خلاصۂ بحث

اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ چوں کہ بہت سے حسّاس موضوعات پر مشتمل ہے، اس حوالے سے قلم اُٹھانا دو دھاری تلوار پر چلنے کے مترادف ہے، حقائق کے بیان میں اس قدر احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ معمولی سی لغزش دنیا و آخرت میں رسوائی کا باعث بن سکتی ہے، اس نکتے کو سامنے رکھا جائے تو مصنف ڈاکٹر طٰہٰ حسین اور مترجم پروفیسر محمد منور کو داد دینا پڑتی ہے کہ انہوں نے اس منزل کو خوبی اور کمال کے ساتھ طے کیا ہے، تعبیرات اور الفاظ کے چناؤ میں جس قدر احتیاط ممکن تھی اسے نہ صرف اختیار کیا گیا بلکہ بہت عمدگی سے اس سفر کو طے کیا گیا۔ "الفتنۃ الکبریٰ، عثمانؓ" کا یہ ترجمہ پروفیسر محمد منور کے بہترین عربی تراجم میں سے ایک ہے۔ پروفیسر صاحب نے لفظی ترجمہ کرنے کے باوجود زبان کی روانی اور سلاست کو برقرار رکھا ہے۔ بعض مواقع پر ان کے ترجمے میں ادیبانہ رنگ بھی نظر آتا ہے۔ جو ایک کامیاب ترجمے کی عمدہ مثال ہے۔ طٰہٰ حسین جیسے جدید عربی ادب کے امام کی تخلیق کا یہ ترجمہ ایک روشن چراغ ہے۔ کیوں کہ آج کے دور میں اس قسم کے ترجمے نایاب ہیں۔

Refrences

[1]Hamid Baig Mirza, Urdu Tarjmay kī Rewāyat, 1786, Tā Hāl (Islamabad: Dost Publications,2016AD),40.

[2] Shams-Ur- Rehman Farooqi, Daryāft Aur Bāzyāft, Mushmulla, Fun-e-Tarjama Karee, Murataba, Safdar Rasheed (Islamabad: Porab Academy, 2015AD),36.

[3]Dr. Jamil Jalibi, Arito Se Eliot Tuk (Ismabad: Nationa Book Foundation, 2003AD),13.

[4] Prof, Muhammad Munawar , Mutarjam , Al – Fitna-Tul-Kubra, Usman(Lahore : Dost Associates),Sheen, Swad.

[5] Munawwar, Al-Fina-Tul-Kubra, Usman,Sheen.

[6] Dr. Taha Hossain, Al-Fitna-Tul-Kubra, Usman(Cairo: Moistah Hindavi Liltaleem Walsiqafta, 2014 AD),7.

[7] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra Usman,1.

[8] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra Usman,7.

[9]Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra Usman,41.

[10] Taha, Al-Finta-Tul-Kubram, Usman, 62

[11] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra,Usman ,70.

[12] Taha, Al-Finta-Tul-Kubra,Usman,196.

[13] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 245.

[14] Taha, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 26.
[15] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 25.
[16] Munawwat, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 26.
[17] Taha, Al-Finta-Tul-Kubra,Usmab,27.
[18] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 27.
[19] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 27.
[20] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman,36.
[21] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 151.
[22] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 156.
[23] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 173.
[24] Munawwar, Al-Finta-Tul-Kubra, Usman, 248.